

کو ایک نہایت اگر وہ ہر وقت، گرم خرام ناز آ جاوے
 عمدہ پیرائے کف ہر خاک گلشن، شکل قمری، نالہ فرسا ہو
 میں بیان کیا

ہے۔ فی الواقع جب انسان گھر کی چار دیواری میں محصور، دنیا
 کے حالات سے ناواقف اور لوگوں کی ترقی و تنزل کے اسباب
 سے بے خبر ہوتا ہے تو اپنی محدود جماعت میں سے کسی کو عمدہ
 حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جس قدر اس کا دائرہ تعارف
 زیادہ وسیع ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اس پر یہ بات کھلتی جاتی
 ہے کہ لوگوں کی خوش حالی محض اتفاقی نہیں ہے، جس پر حسد و
 رشک کیا جائے، بلکہ ان کی محنت و تدبیر کا نتیجہ ہے اور اس
 لیے انصاف و فیاضی اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور خود
 بھی کوشش و تدبیر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ بجائے حسد و رشک
 کے اوروں کی ریس اور پیروی کرنے میں متوجہ ہو جاتا ہے۔
 اس معقول بات کو ایک محسوس تمثیل میں بیان کرتا ہے کہ چشم
 تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو۔ جس طرح شعراء نے بخیل
 کے دل کو تنگ باندھا ہے، اسی طرح حاسد کی آنکھ کو تنگی
 کے ساتھ موصوف کیا۔“

مولانا طباطبائی نے حسد کرنا اس لیے بیجا قرار دیا کہ ”دنیا میں دولت
 کے لیے کوئی سبب درکار نہیں، ہر جگہ یہی حال ہے“ یعنی اگر کوئی شخص
 پھر پھر کر دیکھے گا تو اس پر واضح ہوتا جائے گا کہ دولت خاص اسباب کی
 بنا پر ہاتھ نہیں آتی۔ مثلاً ایک تاجر کا بیٹا صرف اس لیے دولت مند بن جاتا
 ہے کہ اس کا باپ دولت مند تھا اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ بادشاہ کا
 بیٹا ملک کا والی بن جاتا ہے، حالانکہ اس میں ملک داری کی کوئی خصوصیت